افکار و آراء

جناب ڈاکٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اُمید ہے آپ مع اہل وعیال خیریت سے ہوں گے - چند ایک امور کی وضاحت کے لئے عریضہ ہذا ارسال کر رہا ہوں - اُمید ہے بواپسی ڈاک جواب دیکر ثواب دارین حاصل کریں -

پچھلے جمعہ ایک پروفیسر صاحب نے T.V. پر فلسفہ شہادت کے سلسلہ میں یہ فرمایا - کہ شہادت دو قسم کی ہے ایک سِرّی - دوسری جہری - اسکے بعد قرآن پاک کی آیت : "مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا" جس کی تفسیر یہ فرمائی - کہ ماسوائے شہادت کے حضور اکرمؐ تمام صفات کے حامل تھے - شہادت سے نوازنے کے لئے حضرت حسنؓ کو سِرّی شہادت اور حضرت حسینؓ کو جہری شہادت سے سرفراز کرکے اس صفت سے بھی حضور اکرمؐ کو نوازا گیا - کیونکہ حضرت حسنؓ کا اوپر کا حصہ حضور اکرمؐ کے اوپر کے حصہ اور حضرت حسین کا نیچے کا حصہ حضور اکرمؐ کے نچلے حصہ سے مشابہ تھا - جس کے معنی یہ ہوتے کہ حضرات حسنین نبی اکرمؐ کی شبیہ تھے - ساتھ ہی ساتھ ایک حدیث بھی بیان فرمائی - کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا - کہ ایک دن جبرئیلؑ سُرخ رنگ کی مٹی لے کر حاضر ہوئے - حضورؐ کے استفسار پر کہنے لگے - کہ یہ مٹی کربلا کی ہے - جہاں آپ کے نواسے حسینؓ کی شہادت ہوگی -

مذکورہ بالا قرآنی آیت اور حدیث نبوی جو پروفیسر صاحب نے Refer کی ہیں - ان کا صحیح مطلب اور حدیث کی دُرستگی کس حد تک ہے ؟ اگر نبی اکرمؐ کو شہادت حسنین کے متعلق پہلے ہی علم تھا ؟ کیا نبی اکرمؐ مرتبہ شہادت سے فیضیاب ہوتے ؟ ان امور کی وضاحت بالتفصیل فرمائیے - کیونکہ ہمارا T.V. ، ریڈیو اور علمائے کرام فلسفہ شہادت کے متعلق جو جو باتیں کہتے ہیں - اور رکنِ دولتِ اسلام کی جنگ قرار دیتے ہیں - اُنکی روشنی میں جاہل تو جاہل - ایک پڑھا لکھا آدمی بھی بھول بھلیوں میں گھر جاتا ہے - کیونکہ یہ تمام باتیں بڑے بڑے علماء، مفتی صاحبان اور پیر حضرات کی زبانِ مبارک سے منظر عام پر آتی ہیں - اور اُنکی اس بات کو بغیر دلائل کے Refute کرنا ممکن نہیں - قرآن و سنت کی روشنی میں اس آیت مبارکہ اور حدیث شریف کی وضاحت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں - تاکہ عوام میں جو بدعات اور غلط عقائد پروان چڑھ گئے اور چڑھ رہے ہیں - اور دن بدن ترقی پر ہیں - اُن کی تصحیح کرانیکی کوشش کی جاسکے - فقط والسلام

نیازمند جواب کا طالب مشتاق احمد ۲۵ - بلک وڈ چوہان پارک اسلام پورہ لاہور

© rasailojaraid.

جواب:

جناب مشتاق احمد صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ آپ کے سوالات کے جوابات حاضر ہیں:

۱ - اسلام میں شہادت کی کوئی بری اور بحری تقسیم نہیں ہے۔ قرآن، حدیث اور اجماع اس تقسیم سے قطعی ناآشنا ہے۔ یہ ایک خود ساختہ تقسیم ہے اور دراصل جاہلانہ باطنیت ہے۔

۲ - قرآن میں اللہ کو بھی شہید کہا گیا ہے۔ (النساء ۷۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شاہد اور شہید قرار دیا گیا ہے۔ (البقرہ ۱۴۳) مگر اس کا مطلب ہے "گواہ" یا "حق کا گواہ"۔ کسی مسلمان کے راہِ حق میں جان دینے کو قرآن نے کہیں بھی شہید نہیں کہا ہے نہ اس کی موت کو شہادت سے تعبیر کیا ہے۔ یہ اصطلاح فقہ ہے کہ راہِ حق میں مرنے والے کو شہید اور اس کی موت کو شہادت کہتے ہیں۔ قرآن میں اس کے لیے قتل فی سبیل اللہ کے الفاظ ملتے ہیں (اللہ کی راہ میں قتل ہونا) اصطلاحِ فقہ کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید نہیں ہوئے۔ لیکن قرآنی اصطلاح کی رو سے وہ شاھد اور شہید (حق کے گواہ) ہیں۔ رہی وہ آیت (النساء ۶۹) جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے: مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۔ تو معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن کے نزدیک یہ کوئی چار مختلف گروہ نہیں ہیں بلکہ کسی ایک شخص میں بھی یہ چاروں صفات جمع ہو سکتے ہیں مثلاً حضرت ابراہیم کو اللہ نے نبی بھی کہا ہے۔ (مریم ۴۱) وہ شہید (گواہ) بھی ہیں کہ قرآن نے تمام نبیوں کو شہید (گواہ) بھی کہا ہے جس میں آپ شامل ہیں (النحل ۸۹) وہ صدیق بھی ہیں (مریم ۴۱) وہ صالح بھی ہیں (البقرہ ۱۳۰)

۳ - حضرات حسنینؓ سے مشابہت کی بنا پر اُن کی کسی شہادت (راہِ حق میں جان دینا) کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت قرار دینا سخت ظلم اور جہالت ہے۔ اسلام کا یہ اصول ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جان تو کوئی شخص دے اور شہادت کے مرتبے پر کوئی دوسرا فائز ہو جائے۔ یہ محض تخیلاتی چیز ہے۔

۴ - ایسی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے جس میں جبرئیل امین کوئی سرخ رنگ کی مٹی لے کر حضورؐ کے پاس حاضرِ خدمت ہوئے ہوں کہ یہ خاکِ کربلا ہے۔ یہ محض افسانہ طرازی ہے۔

© rasailojaraid.